سوال

(234) کافر سے تجارت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسلمان کو دوسرے تجارت پیشہ مسلمانوں کی موجودگی میں کسی کافر کے ساتھ مل کر کاروبار کرنے کی شرعاً کس حد تک اجازت ہے۔ کیا اس سلسلہ میں اسلاف کا کوئی عمل پیش کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو نظر انداز کر کے کسی کافر کے ساتھ کاروبار میں شراکت کی ہو؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کاروبار کی بنیاد امانت داری، صداقت، نرمی، خیر خواہی اور بردباری ہے، ان صفات کے ساتھ دین اسلام کی نعمت سونے پر سہاگہ ہے۔ ایک تجارت پیشہ مسلمان کو چاہیے کہ وہ ترجیحی بنیادوں پر کاروبار میں شرکت کے لئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کرے جو دین اسلام کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا صفات کا بھی حامل ہو، لیکن اگر کوئی نام نہاد مسلمان فریبی، دغاباز، خیانت پیشہ، سخت گیر اور دوسروں کا بدخواہ ہے اور اس کے مقابلہ میں ایک کافر دیانتداری اور صداقت وخیر خواہی کو اپنائے ہوئے ہے تو اس کا کافر ہونا دوسروں کے لئے شراکت میں رکاوٹ کا باعث نہیں ہونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مشرکین کے حق ملکیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے خرید وفروخت کی ہے، چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اچانک پراگندہ بال اور لمبے قد والا ایک مشرک کچھ بکریاں ہانک کر لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ بکریاں برائے فروخت ہیں یا بطور عطیہ دینے کے لیے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ بکریاں بیچنے کے لیے ہیں۔ آپ نے اس سے ایک بکری خرید فرمائی۔ [صحیح بخاری، البیوع: ۲۲۱۶]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ ایک عنوان قائم کیا ہے: ''مشرکین اور اہل حرب سے خرید وفروخت کرنا۔'' اس عنوان اور پیش کردہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کفار و مشرکین سے معاشرتی طور پر ان کے حقوق تسلیم کرتے ہوئے معاملات طے کیے جاسکتے ہیں۔ اگر ان سے جنگ کی نوبت آجائے تو ان کے لئے اسلام کا ایک الگ ضابطہ ہے بصورت دیگر ان کا خون اور مال ہمارے لئے اہل اسلام کے خون اور مال کی طرح قابل احترام ہے۔ ان کے کفر و شرک کی وجہ سے وہ قابل گردن زدنی نہیں ہیں۔ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کفار سے معاملہ داری کرنا جائز ہے مگر ایسا معاملہ درست نہیں جس سے وہ اہل اسلام کے خلاف جنگ کرنے میں مدد حاصل کریں، نیز کافر کی خرید وفروخت صحیح اور اسلامی قانون کی رو سے انہیں اموال کا مالک تسلیم کیا جائے گا۔ [فتح الباری، ص: ۵۱۸، ج ۴]

جہاں تک اسلاف کے عمل کا تعلق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی موجودگی میں خیبر کی زمین یہود کو بٹائی پر دی۔ [صحیح بخاری، الاجارة: ۲۲۸۵]

چونکہ مسلمان دیانت دار توتھے لیکن کھیتی باڑی سے ناآشناتھے، اس لئے یہود سے بٹائی کا معاملہ طے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اورحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے موقع پرایک کافر کے ساتھ راستہ کی راہنمائی کےلئے اجرت پر معاملہ طے کیا تھا۔ [صحیح بخاری، الاجارۃ : ۲۲۶۳]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں طور عنوان قائم کیا ہے : ''مشرکین کو بوقت ضرورت اجرت پر رکھا جاسکتا ہے یا جب کوئی مسلمان مزدور نہ ملے۔ ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کاروباری طور پر مجھے اُس دور سے بھی واسطہ پڑا ہے کہ مجھے معاملہ کرنے میں کسی چیز کی پروانہ ہوتی، کیونکہ امانت ودیانت کا یہ عالم تھا کہ اگر فریق ثانی مسلمان ہوتا تو اسے اسلام کا قانون حقوق کی ادائیگی پر مجبور کرتا اور اگر وہ عیسائی ہوتا تو قانون اور اپنے افسران بالا کے احترام کے پیش نظر وہ میرے ساتھ صحیح معاملہ کرتا اور جبکہ آج حال یہ ہے کہ امانت ودیانت کا خون ہوچکا ہے اور میں صرف فلاں فلاں سے خرید وفروخت کا معاملہ کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری، الرقاق : ۶۴۹۷]

اس مقام پر یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ اگر شراکت دار دشمنِ اسلام ہے اور وہ تجارت سے حاصل ہونے والے منافع کو اسلام کے خلاف استعمال کرتا ہو، جیسا کہ قادیانی حضرات کرتے ہیں تو ایسے حالات میں کسی مسلمان کا ہی انتخاب کرنا چاہیے۔ خواہ وہ غیر معیاری ہی کیوں نہ ہو۔ اس سلسلہ میں سورۃ الممتحنہ ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے، اس میں کافر، دشمن اور کافر غیر دشمن کے کردار کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ کافر غیر دشمن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو نہ تم سے دین کے معاملات میں لڑے اور نہ تمہیں گھروں سے نکالے اس بات سے کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان سے انصاف کرو۔'' [۶۵/الممتحنہ: ۸]

کافر دشمن کے متعلق فرمایا : ''اللہ تمہیں ان سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے لڑائی کی اور تمہیں گھروں سے نکالا اور تمہارے اخراج پر ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس بات سے کہ تم انہیں دوست بناؤ۔'' [۶۵/الممتحنہ : ۹]

گویا قطع موالات اور معاملات کا اصل سبب ان کی اسلام دشمنی ہوسکتی ہے نہ کہ کفر وشرک، اس بنا پر ہمارا رجحان یہ ہے کہ ایک بندہ مسلم کو کاروبار میں شراکت کےلئے اپنے جیسے مسلمان کا ہی انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر مسلمان نہ مل سکیں یا مل سکیں لیکن انتہائی بددیانت اور غیر معیاری تو ایسے حالات میں کافر کے ساتھ کاروبار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ کافر خلاف اسلام سازشوں میں ملوث ہے یا اپنے منافع کو اسلام یا اہل اسلام کے خلاف استعمال کرتا ہے تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو ترجیح دینا چاہیے، خواہ وہ غیر معیاری ہی کیوں نہ ہو۔

[واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:259